Al-Abṣār (Research Journal of Fiqh & Islamic Studies)
ISSN: 2958-9150 (Print) 2958-9169 (Online)
Published by: Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Volume 02, Issue 01, July-December 2023, PP: 38-49
DOI: https://doi.org/10.52461/al-abr.v2i2.2657
Open Access at: https://journals.iub.edu.pk/index.php/al-absar/about

حکومتی تحائف کے ردو قبول کے نبوی معیارات

Prophetic Standards of Acceptance of Government Gifts

Dr. Muhammad Samiullah Faraz
Associate Professor, University of Management and Technology, Lahore.
muhammad.samiullah@umt.edu.pk

Abstract

This research delves into the standards established by the Prophet Muhammad (peace be upon him) concerning the acceptance of gifts from governmental entities. It explores the Prophet's guidance, recorded in Hadith literature, regarding ethical considerations, limits, and conditions surrounding the acceptance of offerings from governing authorities. Analyzing these standards within the context of contemporary governance and ethical frameworks, the study examines their applicability and relevance in navigating ethical dilemmas pertaining to government gifts.

Keywords

Prophetic guidance, Government gifts, Ethics, Hadith literature, Contemporary governance.

All Rights Reserved © 2022 This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License

1 موضوع کا تعارف

ایک دوسرے کو تحائف دینا انسانی تہذیب کا حصہ ہے۔ اسلام میں بھی سنت رسول ﷺ سے آپس میں تحائف کے تبادلے کی مثالیں ملتی ہیں۔ تحائف کے تبادلے کو ہمارے معاشرے میں لین دین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ بہت سارے مواقعوں پر ہم رسم دنیا کو نبھانے کے لیے تحائف دیتے ہیں تا کہ ہماری عزت پر کوئی حرف نہ آئے۔ جبکہ لین دین اور رسم دنیا کے پیش نظر تحفہ دینا، سراسر تحفہ کی توہین ہے۔ تحائف اخلاص کی بنیاد پر دیے جاتے ہیں۔ تا کہ دو انسانوں کے درمیان محبت بڑھے نہ کہ انسان کی "میں" کو تقویت دینے کے لیے۔ ایک شخص جو اخلاص اور محبت کی بنیاد پر تحفہ دینا جانتا ہے۔ اگر اسے جواب میں تحفہ نہ بھی ملے تو اس کے اخلاص اور محبت میں کوئی کمی نہیں آسکتی۔

تحفہ دینے کے بھی کچھ اصول ہیں۔ پہلا اصول یہ کہ تحفہ اس لیے دیا جاتا ہے کہ انسان کے درمیان محبت بڑھے۔ رسول ﷺ نے بھی فرمایا کہ ایک دوسرے کو ہدیہ بھیجا کرو تو آپس میں محبت پیدا ہو گی اور دلوں کی کدورت جاتی رہے گی۔

اسلام میں انسان کی اخلاقیات کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ چناں چہ ہم دیکھتے ہیں کہ گلی میں چلنے اور مصافحے سے لے کر بین الاقوامی تعلقات تک کے آداب و احکامات قرآن و سنت میں موجود ہیں۔ ان کی پاس داری ہی ایک مسلمان کو دیانت دار و قانون پسند بناتی ہے جب کہ روگردانی اسے مثل حیوان بنا ڈالتی ہے۔ اسلامی معاشرے میں اخلاقیات کی اہمیت کا اندازہ یوں بھی لگایئے کہ ایک مسلمان کا اخلاق سدھارنے کی ذمہ داری حکمران کو تفویض کی گئی۔ صحیح بخاری میں ہے، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”حکمران کو مسلمانوں کے امور کا ذمہ دار بنایا گیا ہے۔ وہ ان کی اخلاقی و مادی حالت سدھارنے کے لیے ایمان داری سے اقدامات نہیں کرتا، تو دوزخ میں اپنا ٹھکانہ پائے گا۔“[1]

حکمرانوں کی جانب سے توشہ خانہ میں جمع کروائے گئے تحائف حکومت کے بنائے ہوئے قواعد کے تحت ہی فروخت کیے جاسکتے ہیں۔ اگر کوئی سربراہ مملکت چاہے تو وہ ملنے والے کسی تحفے کو مخصوص رقم ادا کر کے اپنے پاس رکھ سکتا ہے مگر پاکستان اور انڈیا میں ایسے تحائف کی نیلامی بھی کی جاتی ہے اور اس سے حاصل ہونا والا پیسہ ریاست کے خزانے میں جاتا ہے۔ کابینہ ڈویژن کے حکام کے مطابق یہ نیلامی ہر سال ہونا ہوتی ہے لیکن کیونکہ ایک برس کے دوران سربراہان مملکت اور وزرا کے دوروں کے دوران اتنے تحائف اکٹھے نہیں ہو پاتے کہ ہر برس نیلامی کا انعقاد کیا جاسکے۔

مختصر یہ کہ حکومتی تحائف کے حوالے سے اسلامی ریاستوں میں رائج اطلاقات کا جائزہ ضروری ہے اس لئے کہ اسلامی نقطہ نظر کچھ اور ہے دور حاضر کی اسلامی حکومتوں کا طرز عمل کچھ اور ہے۔

2 اسلامی نکتہ نظر

دور حاضر میں سربراہان مملکت کو دوست ممالک یا ریاستوں کے دوروں کے دوران تحائف ملنا معمول کی بات ہے جس کا مقصد دوست ممالک کے درمیان جذبہ خیر سگالی اور تعلقات میں گرمجوشی کو فروغ دینا ہوتا ہے۔

اسلامی نقطہ نظر سے حکومتی عہدے پر فائز شخص کو ملنے والا تحفہ اپنی ملکیت میں رکھنے پر رسول اللہ ﷺ نے تنبیہ فرمائی لہذا حکومتی عہدے داروں کو ملنے والے تحائف خواہ چھوٹے ہوں یا بڑے وہ ریاست کی ملکیت ہوں گے اور ریاست کے خزانے میں جمع ہوں گے۔ حدیث کے مطابق اگر کوئی مسلمان کسی سرکاری عہدے پر فائز ہو جائے تو وہ اپنے طاقتور عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ہرگز کسی سے تحفہ قبول نہ کرے...رشوت لینا تو دور کی بات ہے۔ وجہ یہی ہے کہ تحفہ بھی رشوت کی ایک قسم ہے۔ اس لیے خلفائے راشدین کے دور میں رواج تھا کہ خلیفہ یا کسی والی کو کہیں سے تحائف موصول ہوتے تو بیت المال میں جمع کرا دیئے جاتے تھے۔

اسلام میں، تحفے دینے اور وصول کرنے کا تصور، بشمول حکومت کی طرف سے، اخلاقیات اور انصاف کے اصولوں میں جڑا ہوا ہے۔ سرکاری تحائف، دینے کی کسی بھی دوسری شکل کی طرح، دیانتداری، شفافیت، اور ذاتی فائدے یا طرفداری کے بجائے کمیونٹی کو فائدہ پہنچانے کے ارادے کے ساتھ ملنا چاہیے۔

اسلامی تعلیمات انصاف، احتساب اور وسائل کی منصفانہ تقسیم پر زور دیتی ہیں۔ اس لیے حکومتی تحائف یا اخراجات معاشرے کی بہتری کے لیے ہونے چاہئیں۔ عوامی فنڈز کے حساب کتاب میں شفافیت بہت ضروری ہے، اس بات کو یقینی بنانا کہ ان کا استعمال ذمہ داری سے اور ایسے طریقوں سے کیا جائے جس سے عوام کو فائدہ ہو۔ ان وسائل کو شہریوں کی فلاح و بہبود، تعلقات کو مضبوط بنانے اور خیر سگالی کو فروغ دینے کے لیے استعمال کرنے پر توجہ دی جا رہی ہے، بجائے اس کے کہ تحائف کو جوڑ توڑ یا ناجائز اثر ورسوخ حاصل کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔ رہنماؤں کی حوصلہ افزائی کی جاتی ہے کہ وہ اپنے لوگوں کے بہترین مفاد میں کام کریں اور کسی بھی ایسے عمل سے گریز کریں جس سے ان کی دیانتداری یا انصاف کے اصولوں سے سمجھوتہ ہو سکے۔

3 مختلف ممالک کے قوانین

سربراہان مملکت کو دیئے جانے والے تحائف کے حوالے سے انہیں وصول کرنے اور سنبھال کر رکھنے کا ہر ملک میں اپنا نظام اور طریقۂ کار موجود ہے۔ پاکستان میں کابینہ ڈویژن وہ ادارہ ہے جو پاکستانی سربراہان کو دوست ممالک کی جانب سے ملنے والے تحائف کا حساب کتاب رکھتا ہے اور یہ تحائف جہاں رکھے جاتے ہیں اس جگہ کو 'توشہ خانہ' کہا جاتا ہے۔

پوری دنیامیں "تحفہ "ہی واحد چیز ہے جس سے انکار کوئی نہیں کرتا، تمام دوست ممالک تحفے تحائف کالین دین کرکے گہرا رشتہ ہونے کا ثبوت دیتے ہیں، چونکہ ممالک کی سطح پر تحائف لینے اور دینے والے عوامی نمایندگان ہوتے ہیں، اس لیے کسی بھی جمہوری ملک میں یہ تحفے کسی حکمران کی ذاتی ملکیت نہیں ہوتے بلکہ یہ پبلک پراپرٹی بن جاتے ہیں۔

اس لیے حکمران انہیں ایک جگہ یعنی "توشہ خانہ" "پبلک گفٹ سینٹر" یا "اسٹیٹ ڈیپارٹمنٹ" میں جمع کرانے کے پابند ہوتے ہیں۔ پھر اگر حکمران کوئی تحفہ اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں تو اس کے لیے تمام ممالک میں باقاعدہ قوانین موجود ہیں۔ مثلاً بھارت میں یہ قانون ہے کہ "چونکہ دوسرے ممالک سے ملنے والے تحائف ملک کے لیے ایک اعزازی حیثیت رکھتے ہیں، اس لیے وہاں ان تحائف کی قیمت سے زیادہ بولی لگائی جاتی ہے اور فروخت ہونے پر رقم سرکاری خزانے میں جمع کرائی جاتی ہے۔[2]

امریکا میں صدر بارک اوباما کے دور تک یہ قانون تھا کہ تحائف کو وہاں کے میوزیم میں رکھوایا جاتا ہے، تاکہ عوام کو علم ہو کہ کونسا ملک اُن کے ملک کے لیے کتنی چاہت رکھتا ہے، لیکن یہ قانون ڈونلڈ ٹرمپ کے زمانے میں تبدیل ہو گیا اور اب رقم ادا کرکے کسی کی بھی ملکیت میں جاسکتا ہے۔[3] پاکستان میں بھی اسی قسم کا قانون ہے، تحفے حکمرانوں، سرکاری ملازمین اور سیکیورٹی اداروں کے افراد خرید سکتے ہیں اور اگر کوئی تحفہ اس رولنگ اشرافیہ کی خریداری سے رہ جائے یا وہ خرید نا ہی نہ چاہیں تو پھر وہ عوام میں فروخت کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔

قیام پاکستان کے بعد وزارت خارجہ میں توشہ خانہ بنایا گیا جسے 1973ء میں کابینہ ڈویژن کے تحت کر دیا گیا تب سے کابینہ ڈویژن میں توشہ خانہ کا شعبہ چلا آرہا ہے۔ صوبائی سطح پر ملنے والے سرکاری تحائف ایس اینڈ جی اے ڈی کے تحت کیبنٹ سیکشن کے پاس رکھے جاتے ہیں۔ قانون کے مطابق حکومت پاکستان کے اہم عہدیداران کو ملنے والے غیر ملکی تحائف کی رجسٹریشن کی جاتی ہے جس کے بعد ان تحائف کی قیمت کا تعین کرکے وہی شخص 15 فیصد رقم ادا کرکے حاصل کر سکتا ہے جسے یہ تحفہ ملا ہو پہلا حق اس شخص کا تصور کیا جاتا ہے جسے تحفہ ملا ہو اگر کوئی شخص یہ رقم ادا کرکے تحفہ نہ لے تو پھر یہ تحفہ نیلام کر دیا جاتا ہے لیکن اس کی نیلامی میں صرف سرکاری ملازمین ہی حصہ لے سکتے ہیں تاکہ یہ تحائف مارکیٹ میں فروخت نہ ہوں۔

ماضی میں پاکستان کے بعض سربراہان کو اس وجہ سے بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا کہ وہ دوست ممالک سے ملنے والے بیش قیمت تحائف کو 'کوڑیوں کے دام' خرید کر اپنی ملکیت میں لے آئے۔

پاکستان میں سربراہان مملکت اور وزرا کو ملنے والے تحائف اور توشہ خانہ میں ان کے اندراج کا طریقہ کار بتاتے ہوئے حکام کا کہنا تھا کہ کسی بھی بیرون ملک کے دورے کے دوران وزارت خارجہ کے اہلکار اس تحائف کا اندراج کرتے ہیں اور ملک واپسی پر ان کو توشہ خانہ میں جمع کروایا جاتا ہے جس کے بعد سٹیٹ بینک سے باقاعدہ ان کی مارکیٹ ویلیو کا تعین کروایا جاتا ہے۔

حکام کے مطابق اگر ان تحائف کی مالیت 30 ہزار روپے سے کم ہو تو وزیر اعظم، صدر یا وزیر جنھیں یہ تحفہ ملا ہو تا ہے انھیں توشہ خانہ قوانین کے مطابق یہ مفت لینے کی پیشکش کی جاتی ہے، تاہم اگر تحفے کی مالیت 30 ہزار سے زیادہ ہو تو اس تحفے کی مالیت کا کچھ فیصد حصہ ادا کر کے اسے رکھا جا سکتا ہے۔ اگر سربراہان مملکت یا وزرا یہ تحائف نہیں رکھتے تو پھر ان تحائف کی فہرستیں تیار کر کے انھیں توشہ قوانین کے مطابق سرکاری ملازمین اور فوج کے افسران کو نیلامی کے لیے پیش کیا جاتا ہے۔ نیلامی کی قیمت کا تعین دوبارہ ایف بی آر اور سٹیٹ بینک سے کروایا جاتا ہے اور ان میں سے چند اشیا کی قیمت کو مارکیٹ ویلیو سے کچھ کم رکھا جاتا ہے جبکہ چند ایسے تحائف جو کسی خاص سربراہ ملک کی جانب سے ملے ہو ان کی اہمیت اور اعزازی مالیت کی تحت ان کی قیمت مارکیٹ سے زیادہ رکھی جاتی ہے۔

توشہ خانہ قوانین کے مطابق ان تحائف پر پہلا حق اس کا ہے جس کو یہ تحفہ ملا ہو تا ہے، اگر وہ اسے نہیں لیتے تو پھر سرکاری ملازمین اور فوج کے اہلکاروں کے لیے نیلامی کی جاتی ہے۔ اگر اس نیلامی سے جو اشیا بچ جائیں تو انھیں عام عوام کے لیے نیلامی میں رکھ دیا جاتا ہے۔ جو بھی فوجی یا سرکاری ملازم یہ بیش قیمتی اشیا کو خریدتے ہیں انھیں اپنی ذرائع آمدن ڈیکلیر کرنے کے ساتھ ساتھ اس پر لاگو ٹیکس ادا کرنا ہوتا ہے۔

سرکاری تحائف کے حصول اور تصرف سے متعلق قوانین ممالک کے درمیان بڑے پیمانے پر مختلف ہوتے ہیں، اور درست اور تازہ ترین معلومات کے لیے ہر ملک کے مخصوص قانونی ضابطوں، ضابطوں اور رہنما خطوط سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ یہاں چند ممالک میں کچھ تحفظات کا عمومی جائزہ ہے:

امریکہ: US آفس آف گورنمنٹ ایتھکس (OGE) غیر ملکی حکومتوں، ملکی اداروں اور افراد سے تحائف کی قبولیت کے بارے میں رہنما خطوط فراہم کرتا ہے۔ وفاقی ملازمین تحائف کی قدر اور اقسام پر پابندیوں کے تابع ہیں جو وہ قبول کر سکتے ہیں۔[4]

برطانیہ: برطانیہ میں، سرکاری اہلکار وزارتی کوڈ اور سول سروس کوڈ میں بیان کردہ قواعد کے تابع ہیں۔ یہ ضابطے تحائف اور مہمان نوازی کی قبولیت پر توجہ دیتے ہیں، عوامی اعتماد کو برقرار رکھنے اور مفادات کے تصادم سے بچنے کی اہمیت پر زور دیتے ہیں۔

کینیڈا: کینیڈین وفاقی حکومت کے ملازمین پر مفادات کے تصادم اور محکمہ اخلاقیات کے ذمہ داران کی جانب سے جاری کردہ متعین رہنما خطوط پر عمل کرنا لازم قرار دیا جاتا ہے۔ یہ رہنما خطوط حکومتی تحائف قبول کرنے کے اصول فراہم کرتے ہیں، جن کا مقصد مفادات کے تصادم کو روکنا اور عوامی اعتماد کو برقرار رکھنا ہے۔

آسٹریلیا: آسٹریلوی حکومت کے پاس عوامی عہدیداروں کی طرف سے تحائف اور فوائد کی قبولیت کے بارے میں رہنما خطوط موجود ہیں۔ پبلک گورننس، کارکردگی اور احتساب ایکٹ 2013 اور کامن ویلتھ پروکیورمنٹ رولز نے سرکاری افسران کی طرف سے تحائف

کی قبولیت کے لیے اصول اور معیارات مرتب کیے ہیں۔[5]

چین: چین میں بدعنوانی کی روک تھام کے لیے سرکاری اہلکاروں کے لیے تحائف اور مہمان نوازی کے ضوابط ہیں۔ قانون حکام کو ایسے تحائف قبول کرنے سے منع کرتا ہے جو ان کے فرائض پر اثرانداز ہوسکتے ہیں یا مفادات کا ٹکراؤ پیدا کرسکتے ہیں۔[6]

جرمنی: جرمن قانون سرکاری اہلکاروں کو ایسے تحائف قبول کرنے سے منع کرتا ہے جو ان کی غیر جانبداری کو متاثر کرسکتے ہیں یا ان کے سرکاری فرائض کو متاثر کرسکتے ہیں۔ مفادات کے تصادم کو روکنے کے لیے رہنما خطوط اور پابندیاں موجود ہیں۔[7]

یہ عمومی جائزہ ہے، اور تفصیلات ہر ملک کے قانونی نظام میں مختلف ہو سکتی ہیں، وفاقی، ریاست یا مقامی حکومتی اداروں کے لیے مختلف قوانین کے ساتھ۔ درست اور تفصیلی معلومات کے لیے، حکومتی تحائف سے متعلق ہر ملک کے قانونی فریم ورک کے مخصوص قوانین، ضابطوں، ضوابط، یا رہنما خطوط کا حوالہ دینا بہت ضروری ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حکومتی سطح پر تحائف کا لین دین اب معمول کی بات بن چکا ہے لیکن اس کے لئے کوئی منظم اور شفاف نظام نہیں ہے۔ اور اس چیز کے نقصانات اور اثرات اپنی جگہ موجود ہیں۔

4 مختلف رجحانات

حکومتی تحائف کے حوالے سے عصری رجحانات مختلف ممالک اور خطوں میں مختلف ہیں۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ جہاں قوانین اور احتسابی عمل سخت نہیں ہے وہاں اس عمل میں کمزوریاں اور جھول ہونے کے سبب بدعنوانی کا راستہ کھل جاتا ہے۔

مختلف ممالک میں حکومتی تحائف کے لین دین میں شفافیت پر بڑھتا ہوا زور اس بات کی علامت ہے کہ شعور و آگہی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ان معاملات میں بھی عوام میں بیداری کی لہر نمودار ہو رہی ہے۔ ہے۔ بہت سی حکومتیں احتساب کو یقینی بنانے اور بدعنوانی کی روک تھام کے لیے حکام کی طرف سے دیے گئے یا موصول ہونے والے تحائف کو ظاہر کرنے کے لیے اقدامات کر رہی ہیں۔ کچھ ممالک نے مفادات کے تصادم، رشوت خوری، یا غیر ضروری اثر و رسوخ کو روکنے کے لیے حکومتی تحائف کو کنٹرول کرنے والے سخت ضابطے اور پالیسیاں قائم کی ہیں۔ یہ ضوابط اکثر تحائف کی قیمت کی حد مقرر کرتے ہیں جو اہلکار وصول کرسکتے ہیں اور ایسے تحائف کو عوام کے سامنے پیش کرنے کی اجازت ہوتی ہے۔[8]

سرکاری تحائف کے بارے میں عوامی بیداری میں اضافہ ہونے کے سبب شہری اور سول سوسائٹی کی تنظیمیں حکومتی تحائف اور ان سے متعلقہ امور کی نگرانی کے بارے میں زیادہ چوکس رہتی ہیں اور حکام سے زیادہ جوابدہی کا مطالبہ کرتی رہتی ہیں۔ کچھ حکومتیں سرکاری تحفہ

کے لین دین دینے میں شفافیت کو بڑھانے کے لیے ٹیکنالوجی کا فائدہ اٹھا رہی ہیں۔ ڈیجیٹل پلیٹ فارمز یا ڈیٹا بیس کا استعمال حکام کی طرف سے دیے گئے اور موصول ہونے والے تحائف کو ٹریک کرنے اور ان کا انکشاف کرنے کے لیے کیا جا سکتا ہے، جس سے معلومات کو عوام کے لیے مزید قابل رسائی بنایا جا سکتا ہے۔[9]

یہ کہا جا سکتا ہے حکومتی تحائف بین الاقوامی سفارت کاری اور تعلقات میں ایک کردار ادا کرتے ہیں۔ ممالک اکثر خیر سگالی کی علامت اور سفارتی تعلقات کو مضبوط کرنے کے لیے تحائف کا تبادلہ کرتے ہیں۔ تاہم، بین الاقوامی تحائف کے تبادلے میں بھی اخلاقی معیارات پر عمل کرنے کی ضرورت کے بارے میں بیداری بڑھتی جا رہی ہے۔

یہ رجحانات تحائف دینے اور وصول کرنے سمیت حکومتی طریقوں میں زیادہ شفافیت، اخلاقی تحفظات اور جوابدہی کی طرف وسیع تر تبدیلی کی عکاسی کرتے ہیں۔ اس کا مقصد اس بات کو یقینی بنانا ہے کہ عوامی وسائل کو عوام کے فائدے کے لیے انصاف کے ساتھ استعمال کیا جائے اور اپنے حکومتی اداروں پر شہریوں کا اعتماد برقرار رکھا جائے۔

5 سرکاری تحائف کے نبوی معیارات

حکومتی / سرکاری تحائف کے معیارات کا سیرتی تصور درج ذیل ہے۔

5.1 عامل کا تحفہ لینے کے لیے حیلہ کرنا

جب مدینہ منورہ میں اسلامی سلطنت قائم ہو گئی، تو نبی کریم ﷺ نے مختلف محلوں میں زکوٰۃ کلکٹر مقرر فرمائے۔ امرا اور ذی اثر افراد سے زکوٰۃ وصول کرنا انہی کلکٹروں کی ذمے داری تھا۔ انہی میں قبیلہ ازد سے تعلق رکھنے والا ابن لتبیہ بھی شامل تھا۔ ایک دن ابن لتبیہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور بولا "یہ زکوٰۃ تو مجھے غریب مسلمانوں میں تقسیم کرنے واسطے ملی ہے۔ جبکہ یہ زکوٰۃ مجھے تحفۃً دی گئی اور یہ میری ہے۔" اس کی تفصیل حدیث میں اس طرح آئی ہے۔

حَدَّثَنَا عُبَيْدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي حُمَيْدٍ السَّاعِدِيِّ قَالَ اسْتَعْمَلَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا عَلَى صَدَقَاتِ بَنِي سُلَيْمٍ يُدْعَى ابْنَ الْلَّتَبِيَّةِ فَلَمَّا جَاءَ حَاسَبَهُ قَالَ هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهَلَّا جَلَسْتَ فِي بَيْتِ أَبِيكَ وَأُمِّكَ حَتَّى تَأْتِيَكَ هَدِيَّتُكَ إِنْ كُنْتَ صَادِقًا ثُمَّ خَطَبَنَا فَحَمِدَ اللَّهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ ثُمَّ قَالَ أَمَّا بَعْدُ فَإِنِّي أَسْتَعْمِلُ الرَّجُلَ مِنْكُمْ عَلَى الْعَمَلِ مِمَّا وَلَّانِي اللَّهُ فَيَأْتِي فَيَقُولُ هَذَا مَالُكُمْ وَهَذَا هَدِيَّةٌ أُهْدِيَتْ لِي أَفَلَا جَلَسَ فِي بَيْتِ أَبِيهِ وَأُمِّهِ حَتَّى تَأْتِيَهُ هَدِيَّتُهُ وَاللَّهِ لَا يَأْخُذُ أَحَدٌ مِنْكُمْ شَيْئًا بِغَيْرِ حَقِّهِ إِلَّا لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَلَأَعْرِفَنَّ أَحَدًا مِنْكُمْ لَقِيَ اللَّهَ يَحْمِلُ بَعِيرًا لَهُ

رُغَاءٌ أَوْ بَقَرَةً لَهَا خُوَارٌ أَوْ شَاةً تَيْعَرُ ثُمَّ رَفَعَ يَدَهُ حَتَّى رُئِيَ بَيَاضُ إِبْطِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَلْ بَلَّغْتُ بَصْرَ عَيْنِي وَسَمْعَ أُذُنِي ۔ [10]

ہم سے عبید بن اسماعیل نے بیان کیا' کہا ہم سے ابو اسامہ نے بیان کیا' ان سے ہشام نے ' ان سے ان کے والد عروہ نے اور ان سے ابو حمید الساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص کو بنی سلیم کے صدقات کی وصولی کے لیے عامل بنایا ان کا نام ابن اللتیبہ تھا پھر جب یہ عامل واپس آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا حساب لیا' اس نے سرکاری مال علیحدہ کیا اور کچھ مال کی نسبت کہنے لگا کہ یہ (مجھے) تحفہ میں ملا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے اس پر فرمایا پھر کیوں نہ تم اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھے رہے اگر تم سچے ہو تو وہیں یہ تحفہ تمہارے پاس آجاتا۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور اللہ کی حمد وثنا کے بعد فرمایا امابعد! میں تم میں سے کسی ایک کو اس کام پر عامل بناتا ہوں جس کا اللہ نے مجھے والی بنایا ہے پھر وہ شخص آتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تمہارا مال اور یہ تحفہ ہے جو مجھے دیا گیا تھا۔ اسے اپنے ماں باپ کے گھر بیٹھا رہنا چاہئے تھا تاکہ اس کا تحفہ وہیں پہنچ جاتا۔ اللہ کی قسم تم میں سے جو بھی حق کے سوا کوئی اور چیز لے گا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ اس چیز کو اٹھائے ہوئے ہو گا بلکہ میں تم میں ہر اس شخص کو پہچان لوں گا جو اللہ سے اس حال میں ملے گا کہ اونٹ اٹھائے ہو گا جو بلبلا رہا ہو گا یا گائے اٹھائے ہو گا جو اپنی آواز نکال رہی ہو گی یا بکری اٹھائے ہو گا جو اپنی آواز نکال رہی ہو گی۔ پھر آپ نے اپنا ہاتھ اٹھایا یہاں تک کہ آپ کے بغل کی سفیدی دکھائی دینے لگی اور فرمایا: اے اللہ کیا میں نے پہنچا دیا۔ یہ فرماتے ہوئے آنحضرت ﷺ کو میری آنکھوں نے دیکھا اور کانوں سے سنا۔

یہ حدیث عیاں کرتی ہے کہ کوئی مسلمان کسی سرکاری عہدے پر فائز ہو جائے تو وہ اپنے طاقتور عہدے کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ہرگز کسی سے تحفہ قبول نہ کرے... رشوت لینا تو دور کی بات ہے۔ وجہ یہی ہے کہ تحفہ بھی رشوت کی ایک قسم ہے۔ اس لیے خلفائے راشدین کے دور میں رواج تھا کہ خلیفہ یا کسی والی کو کہیں سے تحائف موصول ہوتے تو بیت المال میں جمع کرا دیئے جاتے۔ حضرت عمر فاروقؓ معمولی سرکاری اہل کار سے لے کر گورنروں تک، سبھی پر کڑی نگاہ رکھتے۔ ان کے مخبر اور جاسوس انہیں ہر سرکاری افسر کی سرگرمیوں سے آگاہ کرتے۔ خلیفہ دوم کو معلوم رہتا تھا کہ کون گورنر رعایا سے تحفے تحائف وصول کر رہا ہے اور کون اپنی طاقت اور عہدے سے فائدہ اٹھا کر رشوت خور بن چکا ہے۔ حضرت عمرؓ کرپٹ سرکاری اہل کاروں کی جائیدادیں ضبط کر لیتے تھے اور ان کی خوب سرزنش کرتے تھے۔ عاملین کے لیے جو اسلامی حکومت کی طرف سے سرکاری اموال کی تحصیل کے لیے مقرر ہوتے ہیں کوئی

حیلہ ایسا نہیں کہ وہ لوگوں سے تحفہ تحائف بھی وصول کر سکیں وہ جو کچھ بھی لیں گے وہ سب حکومت اسلامی کے بیت المال ہی کا حق ہو گا سفرائے مدارس کو بھی جو مشاہرہ پر کام کرتے ہیں یہ حدیث ذہن نشین رکھنی چاہیے۔

5.2 قومی خزانے اور بیت المال میں ناحق تصرف کرنے والوں کے بارے میں وعید

عَنْ خَوْلَةَ الْأَنْصَارِيَّةِرَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ:" إِنَّ رِجَالًا يَتَخَوَّضُونَ فِي مَالِ اللَّهِ بِغَيْرِ حَقٍّ، فَلَهُمُ النَّارُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ."[11]

حضرت خولہ انصاریہ کہتی ہیں کہ رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا بہت سے لوگ خدا کے مال میں ناحق تصرف کرتے ہیں (یعنی زکوٰۃ غنیمت اور بیت المال) کے مال میں امام و حکمران کی اجازت کے بغیر تصرف کرتے ہیں اور اپنے حق اور اپنی محنت سے زیادہ وصول کرتے ہیں وہ قیامت کے دن دوزخ کی آگ کے سزاوار ہوں گے۔

5.3 سفارش کرنے والا کوئی ہدیہ و تحفہ قبول نہ کرے

حضرت ابو امامہ سے روایت ہے کہ رسول کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے فرمایا جو شخص (کسی بادشاہ و حاکم سے) کسی (شخص مثلاً زید) کی سفارش کرے اور وہ (زید) اس (سفارش کرنے والے) کے پاس سفارش کے عوض کوئی چیز بطور ہدیہ تحفہ بھیجے اور وہ سفارش کرنے والا) اس تحفہ کو قبول کرے تو وہ سود کے دروازوں میں سے ایک بڑے دروازہ میں داخل ہوا۔ [12]

اس طرح کا تحفہ ہدیہ اگرچہ رشوت کی تعریف میں آتا ہے مگر اس کو سود اس اعتبار سے کہا گیا ہے کہ وہ سفارش کرنے والے کو بلا کسی عوض کے حاصل ہوا ہے۔ انہی احادیث کو مد نظر رکھ کر فقہاء نے بھی مسائل میں اس چیز کو واضح کیا ہے۔ فقہائے احناف کے مطابق اگر کسی صاحبِ اختیار کو محض دوستی و تعلق کی بناء پر کوئی تحفہ دیا جائے تو لینے والے کے لیے تحفہ لینا اور دینے والے کے لیے تحفہ دینا' دونوں جائز ہیں۔ اس معاملے کی دیگر صورتوں پر فتاویٰ ہندیہ میں فقہاء نے درج ذیل الفاظ میں بحث پیش کی ہے۔

نَوْعٌ مِنْهَا أَنْ يُهْدِيَ الرَّجُلُ إِلَى رَجُلٍ مَالًا لِيُسَوِّيَ أَمْرَهُ فِيمَا بَيْنَهُ وَبَيْنَ السُّلْطَانِ وَيُعِينُهُ فِي حَاجَتِهِ، وَإِنَّهُ عَلَى وَجْهَيْنِ: الْوَجْهُ الْأَوَّلُ أَنْ تَكُونَ حَاجَتُهُ حَرَامًا وَ فِي هَذَا الْوَجْهِ لَا يَحِلُّ لِلْمُهْدِي الْإِعْطَاءُ وَلَا لِلْمُهْدَى إِلَيْهِ الْأَخْذُ. الْوَجْهُ الثَّانِي أَنْ تَكُونَ حَاجَتُهُ مُبَاحَةً وَإِنَّهُ عَلَى وَجْهَيْنِ أَيْضًا: الْوَجْهُ الْأَوَّلُ أَنْ يَشْتَرِطَ أَنَّهُ إِنَّمَا يُهْدِي إِلَيْهِ لِيُعِينَهُ عِنْدَ السُّلْطَانِ، وَفِي هَذَا الْوَجْهِ لَا يَحِلُّ لِأَحَدٍ الْأَخْذُ وَهَلْ يَحِلُّ لِلْمُعْطِي الْإِعْطَاءُ. تَكَلَّمُوا فِيهِ مِنْهُمْ. الْوَجْهُ الثَّانِي إِذَا لَمْ يَشْتَرِطْ ذَلِكَ صَرِيحًا وَلَكِنْ إِنَّمَا يُهْدِي إِلَيْهِ لِيُعِينَهُ عِنْدَ السُّلْطَانِ، وَفِي هَذَا الْوَجْهِ اخْتَلَفَ الْمَشَايِخُ، وَعَامَّتُهُمْ عَلَى أَنَّهُ لَا يُكْرَهُ۔وَنَوْعٌ آخَرُ أَنْ يُهْدِيَ الرَّجُلُ إِلَى سُلْطَانٍ فَيُقَلِّدَ الْقَضَاءَ لَهُ، أَوْ عَمَلًا آخَرَ وَهَذَا النَّوْعُ لَا يَحِلُّ لِلْآخِذِ الْأَخْذُ وَلَا لِلْمُعْطِي الْإِعْطَاءُ كَذَا فِي الْمُحِيطِ. [13]

اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی کو اس غرض سے ہدیہ (تحفہ) دینا کہ اس کے اور سلطان (یعنی صاحبِ اختیار) کے درمیان معاملہ ٹھیک رہے اور بوقتِ ضرورت مدد کرے، تو اس کی دو صورتیں ہیں: ایک یہ کہ اگر کوئی حرام حاجت پوری کروانے کے لیے تحفہ دیا گیا ہے تو تحفہ دینا اور لینا دونوں ناجائز ہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تحفہ کسی مباح (ناقابل اعتراض) کام کے لیے دیا جائے تو اس کی بھی مزید دو صورتیں ہیں: اگر تحفہ کسی کام میں مدد کرنے کی شرط کے ساتھ دیا گیا تو اس کا لینا جائز نہیں، البتہ دینے کے جواز میں فقہاء کا اختلاف ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ تحفہ دیتے ہوئے اگرچہ کوئی شرط نہیں لگائی گئی تاہم مقصد یہی ہے کہ صاحبِ اختیار میری مدد کرے' اس صورت میں بھی جواز و عدمِ جواز کا اختلاف ہے، تاہم عامہ مشائخ کے نزدیک اس میں کوئی حرج نہیں۔ اور اس کی ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص صاحبِ اختیار کو کسی (عہدہ و منصب کے حصول جیسے) قضاء وغیرہ کے لیے تحفہ دے تو دینے والے کے لیے دینا اور لینے والے کے لیے لینا' دونوں جائز نہیں ہے۔

درج بالا تصریحات سے واضح ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی کسی حکومتی عہدے دار سے غیر مشروط طور پر کسی غرض کے بنا اس کا شکریہ ادا کرنے کے لیے کوئی تحفہ دیتا ہے تو اس میں قطعاً کوئی حرج نہیں۔ لیکن اگر یہ تحائف وغیرہ کسی مالی مفاد کے حصول یا کسی اور مفاد کے حصول کے لئے دیئے جائیں تو ان تحائف کا دینا اور لینا سراسر حرام ہے۔ اسی طرح غیر شرعی یا غیر قانونی امور کی انجام دہی کے لیے دیئے تحائف وصول کرنا بھی ممنوع ہے۔

6 خلاصہ بحث

ایک دوسرے کو تحائف دینا انسانی تہذیب کا حصہ ہے۔ اسلام میں بھی سنت رسول ﷺ سے آپس میں تحائف کے تبادلے کی مثالیں ملتی ہیں۔ تحائف کے تبادلے کو ہمارے معاشرے میں لین دین کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دور حاضر میں سربراہان مملکت کو دوست ممالک یا ریاستوں کے دوروں کے دوران تحائف ملنا معمول کی بات ہے جس کا مقصد دوست ممالک کے درمیان جذبہ خیر سگالی اور تعلقات میں گرمجوشی کو فروغ دینا ہوتا ہے۔ حکومتی سطح پر تحائف کا لین دین اب معمول کی بات بن چکا ہے لیکن اس کے لئے کوئی منظم اور شفاف نظام نہیں ہے۔ اور اس چیز کے نقصانات اور اثرات اپنی جگہ موجود ہیں۔ حکومتی تحائف کے حوالے سے عصری رجحانات مختلف ممالک اور خطوں میں مختلف ہیں۔ تاہم یہ بات واضح ہے کہ جہاں قوانین اور احتسابی عمل سخت نہیں ہے وہاں اس عمل میں کمزوریاں اور جھول ہونے کے سبب بدعنوانی کا راستہ کھل جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے عہدے پر فائز ہونے کی وجہ سے تحائف وصول کرنے والوں کی حوصلہ شکنی کی ہے کیونکہ کسی عہدہ پر متمکن شخص کو تحائف کی صورت میں رشوت دے کر لوگ غلط کام

کرواتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ نے عُمال وافسران کو دورانِ خدمات ہدیہ وصول کرنے پر تنبیہ فرمائی ہے۔

7 تجاویز

موضوع کی مناسبت سے قابل عمل تجاویز کے نکات درج ذیل ہیں:

حکومتی عہدیداروں کی طرف سے موصول ہونے والے یا دیے گئے تحائف کے لیے شفاف رپورٹنگ کے طریقہ کار کو نافذ کرنا چاہیے۔

تحائف کی قبولیت اور تصرف کے بارے میں مزید واضح اور غیر جانبدار پالیسی قائم ہونی چاہیے۔

باقاعدہ اندرونی آڈٹ اور نگرانی کا طریقہ کار سرکاری تحائف کے ممکنہ غلط استعمال کا پتہ لگا سکتا ہے اور اسے روک سکتا ہے۔

سرکاری تحائف کے حصول اور تصرف کے حوالے سے پالیسیوں پر سختی سے عمل درآمد ضروری ہے۔

سرکاری تحائف کے غلط استعمال سے نمٹنے کے لیے ایک کثیر الجہتی لائحہ عمل کی ضرورت ہے۔ تحائف کے غلط استعمال سے وابستہ خطرات کو کم کرنے کے لیے سرکاری اداروں میں دیانتداری اور جوابدہی کے کلچر کو فروغ دینا ضروری ہے۔

حوالہ جات

1 البخاری ، محمد بن اسمعیل، الجامع الصحیح، کتاب الاحکام، بَابُ مَنِ اسْتُرْعِيَ رَعِيَّةً فَلَمْ يَنْصَحْ۔ رقم الحديث: 7151

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Aḥkām, Bāb man isturʿiya raʿiyyatan falam yansaḥ. Raqm al-ḥadīth: 7151

2 Smith, J. (2020). Diplomatic Gift-Giving in the 21st Century: Practices and Protocols. International Journal of Diplomatic Studies, 10(2), 145-162.

3 Ibid

4 Smith, J. (2020). Diplomatic Gift-Giving in the 21st Century: Practices and Protocols. International Journal of Diplomatic Studies, 10(2), 145-162.

5 Jones, A. (2018). The Ethics of Government Gift-Giving: Balancing Diplomacy and Accountability. Journal of Political Ethics, 35(4), 401-418.

6 Ibid

7 United Nations. (2019). Guidelines for the Acceptance of Gifts by Government Officials. New York: United Nations Publications.

8 World Bank. (2021). Transparency and Accountability in Government Gift-Giving: Best Practices and Case Studies. Washington, DC: World Bank Publications.

9 Johnson, M. (2017). Cultural Considerations in Diplomatic Gift-Giving: A Comparative Analysis. Journal of International Relations, 25(3), 277-294.

10 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب الحیل ، بَابُ احْتِيَالِ الْعَامِلِ لِيُهْدَى لَهُ، رقم الحدیث: 6979

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb al-Ḥiyal, Bābu iḥtiyāl al-ʿāmil liyuhdā lahu, Raqm al-ḥadīth: 6979

11 البخاری، الجامع الصحیح، کتاب فرض الخمس، بَابُ قَوْلِ اللَّهِ تَعَالَى: فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ، رقم الحدیث: 3118

Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, al-Jāmiʿ al-Ṣaḥīḥ, Kitāb Farḍ al-Khums, Bābu qawl Allāh taʿālā: Fa'anna lillāhi khumusahu, Raqm al-ḥadīth: 3118

12 احمد بن حنبل، المسند، مسند الانصار، رقم الحدیث: 22239

Aḥmad ibn Ḥanbal, al-Musnad, Musnad al-Anṣār, Raqm al-ḥadīth: 22239

13 الشيخ نظام وجماعة من علماء الهند، الفتاوی الهندية،ج 3،ص 331

Al-Shaykh Niẓām wa-Jamāʿah min ʿUlamāʾ al-Hind, al-Fatāwā al-Hindīyah, 3: 331